باب چهارم

خلاصۂ بحث

اُردو اور فارسی ادب میں علاّمہ اقبالؔ ایک ایسے شاعر گذرے ہیں جنہیں نہ صرف اپنی حیات میں عوام و خواص میں مقبولیت حاصل ہوئی بلکہ اُن کے انتقال کے بعد اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ اقبالؔ کو مقبول عام بنانے میں جہاں ان کا اپنا خون جگر شامل رہا ہے وہاں ماہرین اِقبالیات اور شارحین اقبالؔ کا بھی ایک اہم رول رہا ہے۔ جنھوں نے اقبالؔ کے افکار و خیالات کو عام فہم بنا کر اقبالؔ کو سمجھنے کے لئے راہیں ہموار کیں چنانچہ ان شرحوں کو اقبالیات کے موضوع کے ایک اہم حصے سے تعبیر کیا جائے تو غالباً غلط نہ ہوگا۔

شرحوں سے قطع نظر کر کے اقبالؔ تراجم کے اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب شاعر ہیں۔

دنیا کی تمام اہم زبانوں میں ان کے کلام کے تراجم کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کی مقبولیت اور ان کے پیغام کی ہمہ گیری کا یقین ہوتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ برصغیر کی علاقائی زبانوں میں بھی ان کے کلام کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ عالمی ادب میں شاید ہی کسی فن کار کو یہ سعادت حاصل ہو۔ کشمیر علاّمہ اقبالؔ کا آبائی وطن رہا ہے۔ یہ

عالموں، بزرگوں، صوفیوں رشیوں اور منیوں کا گہوارہ رہا ہے۔ اس لئے اقبال کے گہرے افکار وخیالات سے کشمیریوں کو ان ہی کی مادری زبان میں روشناس کرانے کی بجائے خود اہمیت ہے۔ بال جبرئل کا کشمیری منظوم ترجمہ سید غلام قادر اندرآبی نے قارئین کے اصرار پر شائع کرایا ہے۔

شرح نگاری کے اپنے مختلف تقاضے ہیں۔ جن کے تحت شرحیں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ایک بڑی ضرورت متن کی مشکل یا پیچیدہ عبارت کی گرہ کشائی ہے تاکہ عوامی استفادے کی صورت پیدا ہو سکے۔یعنی شارح جسے اپنے تحقیقی مطالعے کا حاصل سمجھتا ہے، وہ عوام تک منتقل بھی کرنا چاہتا ہے۔ دوسری ضرورت نصابی ضرورت ہے۔ عام طور پر طلباء کی سہولت کے لئے شرحیں لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ درس وتدریس میں آسانی پیدا ہو۔ خاص طور پر اساتذہ نے درسی ضرورت کے تحت اس رجحان کو عام کیا۔ کلام اِقبال کی شرحوں کا بھی ایک معقول جواز اسی محرک میں موجود ہے۔ ان کے فن پاروں کو تقریباً ہر سطح پر داخل نصاب کیا گیا ہے۔ ''بچے کی دُعا'' سے لے کر ''مسجدِ قرطبہ'' تک کا کلام ہر نصاب میں نظر آتا

ہے۔ اسی نصابی ضرورت کی تکمیل کے لئے اِقبالؔ کے منتخب فن پاروں کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔اور ہر شارح نے حسب استعداد اپنے ذہن کی جولانیاں دکھائی ہیں۔اس طرح کی شرحوں کی بڑی مقبولیت اور بڑا چلن رہا ہے۔

''یادگارِ غالبؔ'' غالبؔ کے کلام کی شرح نہیں ہے مگر غالبؔ کے اشعار کی جتنی اچھی اور جتنی پہلودار شرح اس میں ملتی ہے وہ تمام شارحین کے یہاں مفقود ہے۔اس میں حالیؔ نے پہلی مرتبہ چند اہم نکات کی طرف اشارہ کیا ہے۔مگر اس تصنیف کا بنیادی محرک اُن کی غالبؔ سے ارادت مندی ہی ہے۔شرح لکھنے کا ایک بڑا سبب ایک نئی تعبیر یا نئی تفہیم کا اظہار ہے۔ پہلودار یا پیچیدہ شعر کا ایک ہی مطلب نہیں ہوسکتا۔عام طور پر فنکار کے ذہن میں ایک ہی مفہوم ہوتا ہے۔مگر قارئین کے نزدیک مختلف معانی کی گنجائش رہتی ہے۔اسی گنجائش کی وجہ سے بھی شرحیں لکھی جاتی ہیں اور مختلف تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔

علاّمہ اِقبالؔ کے اردو اور فارسی کلام کی شرحیں بڑے اہتمام سے شائع کی جاچکی ہیں' ان میں سے بعض کو خاصی مقبولیت حاصل

ہوئی ہے۔کلام اِقبالؔ کے دو بڑے شارح ہیں۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی اور مولانا غلام رسول مہرؔ۔ان دونوں شخصیات نے اِقبالؔ کی شرحوں کے حوالے سے اپنی شناخت بنالی ہے۔اور اقبالیت میں ان کا نام ناگزیر حثیت رکھتا ہے۔ان کی شرحوں نے علاّمہ اِقبالؔ کی مقبولیت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی اور مولانا غلام رسول مہرؔ کے علاوہ اقبال کے اور بھی شارحین ہیں مگر انہوں نے اقبال کی مکمل یا باضابطہ تمام وکمال شرح نہیں لکھی ہے۔اقبالؔ کے اردو کلام میں ''بانگِ درا'' سب سے ضخیم مجموعہ ہے۔نظموں کا کثیر حصّہ بھی اسی میں شامل ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ غلام رسول مہرؔ اور یوسف سلیم چشتی دونون شارحین نے ضرب کلیم کی شرح میں متن کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف تشریحات درج کی ہیں۔جس سے قاری کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔انہوں نے صرف اشعار کے نمبر درج کر کے ان کی تشریح کی ہے۔لیکن اس کے برعکس ''بانگِ درا'' میں متن کے بعد حل لغات اور تشریح مشکلات کا بھی التزام کیا گیا ہے،جس میں مشکل الفاظ کے معانی اور قرآنی آیات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

کلام اِقبالؔ کے شارحین میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا نام سب سے اہم ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب کے مزاج میں مذہب و تصوف کو خاص دخل ہے۔ چنانچہ وہ اکثر اپنی شرح میں ان کا سہارا لیتے ہیں اور تفصیلات میں چلے جاتے ہیں جس سے شعر کا نفسِ مفہوم دور ہو جاتا ہے۔

ان کے علاوہ سید عبدالرشید فاضلؔ کا نام مترجمین اقبالؔ کے علاوہ شارحین اقبال کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ اسرار و رموز کا منظوم اردو ترجمہ فاضلؔ صاحب اور کوکبؔ شادانی کی متفقہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ عالم اسلام کے مشہور عالم سید ابوالحسن علی ندوؔی نے ''نقوش اِقبالؔ'' میں اِقبالؔ کی مشہور نظموں کا تجزیہ متن میں شامل کی ہے۔ ان تجزیوں میں اسلامی اور تہذیبی پس منظر کے ساتھ ان کے پیغام اور تعلیمی روح کی تشریح کی گئی ہے۔

اردو کے مایہ ناز نقاد پروفیسر کلیم الدین احمؔد نے اپنی تصنیف ''اِقبالؔ ایک مطالعہ'' کے آخری حصّے میں اِقبال کی اہم نظموں کے فکر و فن کی تشریح کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالمغنی کی کتاب ''اقبال کا نظام فن'' کا بڑا حصّہ نظموں کی تشریح پر مشتمل ہے۔ جس میں شرح و تفسیر کی بھی

اچھی مثالیں ملتی ہیں۔ پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے اقبال کی نظموں کے تجزیہ پر ایک مستقل تصنیف ''اقبال کی تیرہ نظمیں'' لکھی ہے۔ جس میں ان کی معروف نظموں کے فکر و فلسفہ اور شعر و فن کی سب سے بیش تر شرح موجود ہے۔

ان کے علاوہ ڈاکٹر عارف بٹالوی نے بھی کلام اقبال کے اردو کلام کی شرح لکھی ہے۔ جن سے بڑی حد تک مفہوم واضح ہو جاتا ہے لیکن ساتھ ہی اس کمی کا بھی احساس ہو جاتا ہے کہ انھوں نے متعلقہ شعر درج نہیں کیا۔ تاہم انھیں اس کمی کا خود بھی احساس ہے اور اس کا انہوں نے صاف طور پر اعتراف کیا ہے۔ تاہم اس بات سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ ان کی شرح نے علامہ اقبال کے اشعار کے مفاہیم کو سمجھنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

شارحین اقبال میں نشتر جالندھری ایک اور نام ہے جنہوں نے بال جبرئل کے سوا کسی اور مجموعے کی شرح نہیں لکھی ہے۔ ان کی شرح کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا احساس بھی ہو جاتا ہے کہ انھوں نے تشریح کم اور ترجمہ زیادہ کیا ہے۔

ان کے برعکس ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی کی شرحوں کا مطالعہ کیجئے

تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرح کے اصولوں سے بخوبی واقف تھے۔ فارسی اشعار کو قابل فہم بنانے کے لئے اردو اشعار کا حوالہ دے کر فارسی شعر کو بڑی خوبی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی ہے تاکہ مطالب ومعانی واضح جائیں۔ اس طرح کی اور بھی مثالیں ان کی شرح کا مطالعہ کرنے سے جگہ جگہ ملتی ہیں۔

تاہم یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہر دور کے مفاد پرستوں نے اِقبالؔ جیسے شاعروں کے کلام کی اپنے ذاتی اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے تشریح کی آڑ میں کیا کچھ نہیں کیا۔ یہ تو وہ حضرات ہیں جو بقول اِقبالؔ اپنے مقاصد کی بجا آوری کے لئے قرآن مجید تک کو بدل ڈالتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اِقبالؔ کے ایسے شارحین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ جو حقیقی معنوں میں اِقبالؔ شناسی کی راہ میں رکاوٹ بنتے چلے جارہے ہیں۔ یہ دلچسپ کاروبار غالباً دنیاوی درجات (Grade) میں پیہم اضافہ کرنے کی غرض سے چلایا جارہا ہے۔